Session: 2020-21

KNOWLEDGE SERIES-I

پدرانہ نظام سے کیا مراد ہے؟

(What is Patriarchy?)

(For Academic and Knowledge Dissemination Purpose Only)

Prepared by

Dr. Mohasina Anjum A Ansari

Research Assistant, ACSSEIP, MANUU

Al Beruni Centre for the Study of Social Exclusion and Inclusive Policy

Maulana Azad National Urdu University,

Gachibowli, Hyderabad-500032

دیباچہ

البیرونی مرکز برائے مطالعہ سماجی اخراج وشمولیتی پالیسی نے ایک نیا علمی سلسلہ (Knowledge Series) شروع کیا ہے جس کا اہم مقصد سماجی اخراجیت وشمولیت سے جڑے مختلف پہلوؤں کو آسان اور سلیس زبان میں تحریر کرنا ہے جو کہ ایک عام مطالعہ نگار کو آسانی سے سمجھ آسکے۔ اس علمی سلسلہ کو سی ایس ایس ای آئی پی کے اساتذہ اور تحقیقی عملہ نے تیار کیا ہے جس کا نسب العین سماجی اخراجیت کے عصر حاضر دور میں سماج سے جڑے مسائل اور مختلف اصطلاحات سے طالب علموں کو واقف کروانا ہے۔ علم کا مطلب کسی مضمون کو نظریاتی اور عملی طور پر سمجھنا ہے۔ اور علم ہی وہ شۓ ہے جو تجربات اور تعلیم سے ہنر، معلومات اور حقائق کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ اس علمی سلسلہ میں ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ سماج میں پائے جانے والے اہم تصورات کو ایک تحریری شکل دیں۔ اس سلسلہ میں پدرانہ نظام کے تصور کو پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ کی شروعات تمہید سے ہوئی ہے۔ پھر **پدرانہ نظام کی تعریف** کو بیان کیا گیا ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصطلاح feminism لاطینی لفظ سے حاصل کیا گیا تھا جس کے معنی 'عورت' کے ہیں۔ اور نسوانیت کے معنی ایک عورت کے طور پر شناخت کی مزید بیداری اور نسوانیت سے جڑے مسائل میں دلچسپی کا رکھنا ہے۔ نسوانیت کے حامی اور اسکالرز نے نسوانیت کی تحریک کی تاریخ کو تین "لہروں" میں تقسیم کیا ہے۔ اس مقالہ میں نسوانیت کی اہم تحریکوں کا بھی ذکر ہے۔ جیسے انارکا تحریک، سوشیلسٹ اور مارکسسٹ تحریک، ریڈیکل تحریک اور لبرل تحریک وغیرہ۔ اور ساتھ ہی نسوانیت کے حامی تحریک ومخالف نسوانیت تحریک جیسے اہم پہلوؤں کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ نسوانیات کے نظریات کو نقاط کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ اسلامی نسوانیت پر بھی مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ہندوستانی اور مغربی نسوانیت میں پائے جانے والے فرق کی بھی وضاحت کی ہے۔ اور آخر میں ہندوستان کے تناظر میں نسوانیت کی تعریف کو بیان کیا گیا ہے۔

اس علمی سلسلہ کو شروع کرنے میں مرکز کے ڈائریکٹر ڈاکٹر افروز عالم صاحب کے بے حد ممنون ومشکور ہوں۔ ان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی نے اس علمی سلسہ کو صحیح سمت دی ہے۔ میرے کلیگس ڈاکٹر اے ناگیسوراراء، ڈاکٹر کے ایم ضیاء الدین اور ڈاکٹر محمد کریم نے بھی اس تحریر میں کافی مشورے دئے ہیں جن کے لئے میں ان تمام کی شکر گذار ہوں۔

پدرانہ نظام سے کیا مراد ہے؟

تمہید:

دنیا کے ایک بڑے حصے میں خواتین ہمیشہ مردوں کے ماتحت رہتی ہیں۔ نہ صرف ماتحت رہتی ہیں بلکہ تفریق، تشدد، ذلت اور جبر کا بھی شکار ہیں۔ خواتین کو یہ تفریق اور غیر مساوی سلوک اور بنیادی حقوق جیسے غذا، صحت، تعلیم، روزگار اور فیصلے سازی جیسیمعاملات میں جھیلنا پڑتا ہے۔ یہ ممیّزی/ امتیازی سلوک عورت کی بناوٹ پر نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے جنس کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ اور یہی پدرانہ نظام ہے۔ عورتوں کی ترقی اور ترویج میں پدرانہ نظام ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ جو عورتوں کو زندگی کے ہر مرحلے پر کم اور مجبور بناتی ہے اور جس کی وجہ سے دنیا کی سب سے بڑی اقلیت یعنی خواتین تنزلی کا شکار ہیں۔ پدرانہ نظام نے عورتوں کو ہمیشہ دوسرے درجہ پر ہی رکھا ہے۔ اور کچھ حد تک خواتین کے انسانی حقوق کو محدود کر دیا۔

دنیا کی تخلیق سے لے کر عصر حاضر تک کئی دور اور نظام گزرے لیکن Engels (1884) کے مطابق پدری نظام سب سے پہلا اور قدیم طاقت کا غلبہ دکھانے والا نظام ہے جو کہ خواتین کی سب سے بڑی تاریخی ہار کہی جاسکتی ہے۔ پدری نظام سے مراد، مرد خاندان کا سردار ہے جو خاندان کے ہر فیصلے کر سکتا ہے اور ہر فرد کو اس کے حکم کو ماننا ہوتا ہے۔ پدرانہ نظام کا سب سے پہلا سبق خاندان سے حاصل ہوتا ہے۔ جس میں باپ خاندان کا سردار ہوتا ہے۔ مرد کو خاندان کا صدر مانا جاتا ہے اور مرد ہی گھر کے ہر بڑے فیصلے لیتا ہے۔ پدرانہ نظام والے خاندان میں ہمیشہ لڑکے کی پیدائش کو ترجیح دی جاتی ہے۔ لڑکے کو خاندان کا جانشین اور خاندان کو آگے بڑھانے والا اور لڑکی کو پرایہ دھن مانا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ہر مشترک خاندان میں پدرانہ نظام چلتا ہے۔ مشترک خاندان میں کئی مرد ہوتے ہیں سب سے عمر رسیدہ مرد کو خاندان کا سربراہ مانتے ہیں جو خاندان کے ہر بڑے فیصلے لیتا ہے جیسے شادی بیاہ، تعلیم، نوکری اور نقل مکاں وغیرہ۔

پدرانہ نظام کے اقدار کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کا ایک بہترین ذریعہ خاندان ہے۔ اسی لئے لڑکے حاکمانہ اور جارحانہ رویہ سیکھتے ہیں اور لڑکیاں شفقت، فرمانبرداری اور دوسروں کا خیال رکھنا سیکھتیں ہیں۔ اور یہ طریقہ سماج میں مرد و عورت میں رچ بس گیا ہے۔ مرد گھر میں کمائیں گے اور عورت بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کی دیکھ بھال کریں گی۔ یہ ایک رسمی طریقہ بن چکا ہے جس کی وجہ سے عورت ہمیشہ تفریق اور اخراجیت کا شکار ہوتی ہے۔ عورتوں پر ہو رہا جنسی اور جسمانی تشدد، جنسی استحصال، ناجائز اسقاط حمل، عورتوں کی ناخواندگی، تغذیہ کی کمی، جہیز کی ہراسانی کے سبب عورتیں مستقل گھر تک محدود ہو جاتی ہیں اور سماجی، معاشی اور سیاسی اخراجیت کا شکار ہو جاتی ہیں۔

پدرانہ نظام نے ہر شعبہ میں اپنا اثر ڈال رکھا ہے چاہے وہ تعلیمی ادارے یا دیگر کوئی ادارے ہوں، ہر جگہ مردوں کا ہی غلبہ ہے۔ پدرانہ نظام میں تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے نئی نسل کو عورتوں کے صبر و قربانی کے قصے سنائے جاتے ہیں اور عورتوں کو زیادہ رتبہ اور عزت دیتے ہیں اگر وہ اپنے شوہر اور بچوں کے لئے قربان ہو جائے۔ سماج میں اس عورت کو عزت بخشی جاتی ہے جو مرد پر منحصر ہوتی ہے تا کہ دوسری عورتیں بھی پوری طرح ہر فیصلے کے لئے مرد پر ہی منحصر ہو جائے۔ عورت کو ہر عمر میں کسی نہ کسی مرد کا سہارہ لینا سماج کا ایک قانون بن چکا ہے جیسے لڑکی اپنے بچپن میں باپ پر، شادی کے بعد شوہر پر اور جب بوڑھی ہو جاتی ہے تو بیٹے پر منحصر ہوتی ہے اسی لئے سماج میں بیٹے کی پیدائش کی بہت خواہش ہوتی ہے۔

مختلف مذاہب نے پدرانہ نظام کی تائید ہی نہیں کی بلکہ ایسے مذہبی رسومات و قوانین بنائے جس میں عورتوں کو مرد پر منحصر رہنا پڑتا ہے اور مرد کو عورتوں سے اعلیٰ و بہتر بتایا گیا ہے۔ اکثر بڑے مذاہب میں پدرانہ نظام کو فوقیت ہے۔ مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا گیا ہے جیسے، عورتوں کا پردہ کرنا، عورتوں کا بے باک نہ ہونا، گھر سے باہر نکلنے پر پابندی، عورتوں کو ہمیشہ کچھ ہی شعبوں میں تعلیم دلوانہ، کئی ایسی مذہبی رسومات جس میں عورتوں کو شامل ہی نہ کرنا اور ہمیشہ عورتوں کی حرکت پر قابو رکھنا۔ یہ سب مردوں کے دائرۂ اختیار میں ہوتی ہیں۔

پدرانہ نظام کی تعریف

پدرانہ نظام سے مراد پدر یعنی باپ کی حکومت ہے۔ یعنی ایسا خاندان جہاں مرد، عورتوں، بچے، بوڑھے اور غلام ہوں ان کا سردار باپ ہے۔ اس نظام میں گھر ہو یا باہر ہر جگہ مرد کا ہی غلبہ ہوتا ہے۔ Bhasin (2008) کے مطابق پدرانہ نظام وہ نظام ہے جس میں مردوں کا غلبہ ہوتا ہے اور طاقت کے معاملے میں مرد، عورتوں پر غالب ہوتے ہیں جو ایک ایسا نظام بناتے ہیں کہ عورتوں کو مختلف راستوں) شعبوں (میں مرد کے ماتحت رہنا ہوتا ہے۔ زیادہ تر نسوانیت نے مرد و عورت کے بیچ جو طاقت کا رشتہ ہے اس کو بیان کرنے کے لئے پدرانہ نظام کا استعمال کیا ہے۔ اور یہی وہ تصور ہے جو عورتوں کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ مختلف مفکروں نے پدرانہ نظام کی مختلف تعریف پیش کی ہے۔

Sylvia Walby (1990) نے اپنی کتاب Theorizing Patriarchy میں کہا ہے کہ "پدرانہ نظام سے مراد سماجی ساخت وعمل کا ایک ایسا نظام جس میں مرد عورتوں پر غالب ہوتے ہیں، انہیں دباتے ہیں اور انکا استحصال کرتے ہیں" یعنی ایک ایسا معاشرہ جس میں مرد ہی کو ہر کام میں ترجیح دی جائے اور ان کو اس کام کا بدلہ ملے اور عورتوں کو انکے برابر نہ سمجھا جائے۔ اور انہوں نے مزید یہ بھی بتایا کہ پدرانہ نظام ایک ایسا نظام ہے جو حیاتیاتی تصور کے مطابق یہ سمجھا جاتا ہے کہ قدرتی بناوٹ کی بنیاد پر عورتوں اور مردوں میں فرق ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر ان کا سماج میں کردار طئے کیا جاتا ہے۔

Cambridge Dictionary کے مطابق پدرانہ نظام سے مراد خاندان کا سب سے بڑی عمر والا مرد گھر کا سردار ہوتا ہے۔ ایک ایسا سماج جس کا نظم وضبط مرد کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اور وہ اپنی طاقت کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتا ہے۔

Suranjit Ray (2008) نے پدرانہ نظام کو ایک ایسا نظام بتایا ہے جس میں غیر مساوی طریقہ سے جنس کی بنیاد پر طاقت یا حکومت کو بانٹا جاتا ہے اور مرد، عورتوں کی پیداوار، عمل تولید اور جنسیت پر قابو کرتا ہے۔ عورتوں سے فرق اور ان پر دباوء کی نوعیت، گہرائی اور شکل ہر معاشرے اور مذہب میں الگ ہوتی ہے کیونکہ معاشرہ مختلف طبقات، ذات، مذہب، علاقہ ونسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر ذات، طبقہ، مذہب، علاقہ ونسل میں عورتوں کو مردوں نے فیصلہ سازی کے عمل سے بیحد دور رکھا تھا۔

بقول Alda Facio (2013) پدرانہ نظام، سماج میں عورتوں کے کردار کو حقیر اور کم تر بتانے کی ذہنی، سماجی، روحانی، معاشی اور سیاسی شکل ہے جو جنس کی بنیاد پر پیدا کی گئی ہے۔ اور یہ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے۔ اور مستقل خواتین کو مردوں سے کم تر بناتی ہیں۔

پدرانہ نظام سماج میں ماں کیا یسے کردار کی اشاعت کرتا ہے جس سے خواتین پر کئی قسم کی پابندیاں اور بچوں کی پرورش کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس سے خواتین کے آگے بڑھنے اور کچھ کر دکھانے کی قوت ختم ہوجاتی ہے۔ سماج میں بچوں کی پوری ذمہ داری صرف خواتین پر ہے جس کی وجہ سے وہ اسی کام میں الجھ کر مردوں کی طرح کام کرنے سے قاصر ہوجاتی ہیں۔ پدرانہ نظام میں باپ کا کردار گھر سے جڑے ہر فیصلے کو لینا ہوتا ہے۔ چاہے اس فیصلے سے ماں اتفاق رکھتی ہو یا نہ ہو۔ باپ کا کردار گھر سے باہر جانا، گھر کے اخراجات کے لئے

کمانا اور اسے کس طرح خرچ کرنا وغیرہ ہے اور ماں کا کردار بچوں کو پیدا کرنا ان کی پرورش کرنا، ان کی دیکھ بھال کرنا شوہر کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔

پدرانہ نظام کی شروعات

پدرانہ نظام کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ دراصل قدیم زمانے میں جب Hunter Gatherers کا دور تھا۔ کچھ قبیلوں میں عورتوں کو قبیلہ کا سردار بنایا جاتا تھا۔ اور سردار عورتیں اپنے قبیلے کے فیصلے لیتیں تھیں مگر دھیرے دھیرے مرد کی طاقت اور قدرتی بناوٹ کی وجہ سے مردوں کا غلبہ عورتوں پر ہونے لگا۔ پدرانہ نظام ایک قدرتی نظام نہیں ہے بلکہ سماج کا پیدا کردہ نظام ہے۔ Greda Lerner (1986) نے اپنی کتاب The Creation of Patriarchy میں یہ بتایا ہے کہ عورتوں کی تولیدی قابلیت کی وجہ سے قدیم زمانے میں قبیلوں میں عورتوں کو ایک دوسرے سے لین دین کیا جاتا تھا۔ تاکہ جنگ کی صورت پیدا نہ ہو اور ساتھ ہی عورتوں سے بچوں کو پیدا کر ان بچوں سے زراعت کے کام لئے جائیں اور زائد اناج پیدا کر اسکا ذخیرہ کیا جاتا تھا۔

عورتوں سے شادی کرنے کی رسم آئی لیکن وہ بھی اپنے خاندان کی بھلائی اور شان وشوکت کے لئے۔ پھر دھیرے دھیرے عورتوں کو جنگ میں جیتنا یا ہارا جانے لگا جو جیت جاتا وہ عورتوں کو اپنا غلام بناتا اور ان سے ہر قسم کا کام لیا جاتا۔ اور ان سے جو بچے ہوتے وہ جیتنے والے کی ملکیت ہوتے۔

دوسری ملینیم (Millenium) ق م میسوپوٹامیہ کی تہذیب میں غریب لوگ اپنی بیٹیوں کو فروخت کرتے یا جسم فروشی کے کام میں لگاتے تاکہ ان کی مالی حالت بہتر ہو سکے۔ اور امیر لوگ شادی کے لئے اپنی بیٹی کی قیمت لگاتے جو لڑکا اس قیمت کو ادا کرتا اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرواتے اور اپنی ملکیت بڑھاتے۔ اگر کوئی آدمی قرض ادا نہیں کر پاتا تو اس کی بیوی کو اپنا غلام بناتے۔ ان کے قوانین میں تبدیلیاں ہوتی رہیں لیکن ہمیشہ عورتوں کو ہی شکار بننا پڑتا۔ اب غور کی بات یہ ہے کہ کیا یہ ظلم وتشدد پدرانہ نظام کی طرف اشارہ نہیں کرتا کیونکہ اس تشدد کا شکار صرف عورتیں ہی رہیں نہ کہ کوئی مرد۔

Simone de Beauvoir (1949) نے اپنی کتاب The Second Sex میں یہ وضاحت دی ہے کہ تاریخ سے یہ

بات اخذ ہوتی ہے کہ مرد کو ایک خود مختار اور اعلی مانا گیا ہے اور عورت کو کمزور اور اپنی ذات تک محدود رہنے والی مانا گیا-ان کا کہنا ہے کہ عورت کو خود کو منظّم کرنیکا کبھی موقع نہیں ملا۔عورتوں کی کوئی خاص تاریخ نہیں ہے۔صدیوں سے چلا آرہا پدرانہ نظام کو عورتوں نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ ہم مردوں کے برابر نہیں ہیں۔اور مردوں نے ہمیشہ اپنا غلبہ اور حکم کو عورتوں پے تھوپنے کی کوشش کی ہے۔دراصل پدرانی نظام میں جو مردوں کا غلبہ اور عورتوں کی غلامی ہے یہ ہمیشہ سے تھی اور چلتی رہے گی چونکہ کچھ مفکروں کا ماننا ہے کہ یہ غیر قدرتی نظام ہے اور یہ بدلا بھی جاسکتا ہے۔ارسطو نے اپنے نظریہ میں یہ کہا کہ مرد متحرک ہوتے ہیں اور عورتیں غیر متحرک ہوتی ہیں۔اسی لئے جو قدرتی کمی عورتوں میں پائی جاتی ہے وہ ان کی دوسری قابلیت کو بھی کم کردیتی ہے جیسے سوچنے کی طاقت، فیصلہ سازی کی حکمت وغیرہ۔اس لئے مرد اعلی اور عورتیں ادنی ہیں اور مرد حکومت کے لئے ہیں اور عورتیں خدمت کیلئے ہیں۔یہ صرف ارسطو نہیں بلکہ اور بھی مفکروں کے نظریات تھے۔

Fredrick Engels (1884) نے اپنی کتاب The Origin of the Family, Private Property and the State میں یہ وضاحت دی ہے کہ عورتوں کی ماتحتی کا رواج ذاتی ملکیت کی ترقی کے ساتھ شروع ہوا۔یعنی جب لوگوں میں ذاتی ملکیت کا شعور بڑھا تو عورتوں کو بھی مردوں نے ملکیت کا حصہ بنادیا جو عورت کی سب سے بڑی تاریخی ہار ہے۔

Lerner (1989) کے مطابق پدرانہ نظام ایک واقعہ نہیں بلکہ ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے جو 2500 سالوں سے چل رہا ہے۔)۳۰۰ق م سے ۱۳۰۰ق م(مردوں کی اس برتری اور اقتدار اعلی جو آج ہے اس کے ذمہ دار کئی عناصر ہیں۔یہ عناصر ذاتی ملکیت کا رواج، مذہبی رسومات، عورتوں کی پست ہمت، مردوں کی جسمانی طاقت وغیرہ۔اور آج یہ حال ہے کہ ہر شعبہ میں گھر میں، کھیل کے میدان میں یا فلمی صنعت میں عورت کا مقام مرد کے برابر کبھی نہیں مانا جاتا ہے۔

پدرانہ نظام کے خصوصیات

Alda Facio (2013) کے مطابق پدرانہ نظام کے مندرجہ ذیل عناصر یا خصوصیات ہیں۔

1 پدرانہ نظام کی ابتدائی شکل زیادہ سے زیادہ 6 ملین سال پہلے شروع ہوئی۔

2 پدرانہ نظام کے مختلف ماڈل جانے جاتے ہیں جن میں مختلف اوقات، مختلف ثقافتوں اور مقامات پر مردوں کے مقابلے میں عورتوں

اوران کے کردار کوکم قدر وقیمت دیا جا تا ہے،اورمردوں کے کردار ہر ماڈل میں یکساں رہتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر میں، پدرانہ نظام بہت مختلف قسم کی حکومت اور سماجی مذہبی سیاسی تنظیمیں جیسے سلطنتوں، جمہوریتوں، وغیرہ اور سرمایہ داری، سوشلزم، وغیرہ کے ساتھ بہت اچھی طرح سے شریک ہوسکتا ہے۔ البتہ، neoliberal سرمایہ داری کی عالمگیریت کی وجہ سے، آج کی تقریبا تمام پدرانہ نظام کو سرمایہ دار پدرانہ نظام کے طور پر درجہ بند کیا جاسکتا ہے۔

3 تمام جانی مانی پدرانہ نظام میں خواتین اوران کی سرگرمیوں کو علامات اور فرضی باتوں کے ذریعہ (ہمیشہ واضح طور پر اظہار نہیں کیا) منفی معنی کے ذریعے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ علامات اور فرضی باتیں مختلف ثقافتوں میں مختلف ہیں لیکن ہر ثقافت کے اندر خواتین یا نسوانیت سے متعلق منفی معنی کو منسوب کرتے ہیں۔

4 پدرانہ نظام ان اداروں سے بنا ہوتا ہے جن میں اعلی طاقت، یا اس سے جڑی اقتصادی، سیاسی، ثقافتی اور مذہبی طور پر سب سے بڑی طاقت تصور کئے جانے والے جگہوں سے خواتین کی شرکت کو خارج کر دیں۔

5 مندرجہ بالا کے باوجود، پدرانہ نظام میں خواتین کے ساتھ، نہ یکساں سلوک کیا جاتا اور نہ ہی تمام خواتین کو طاقتور مقامات سے یکساں طور سے خارج کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ مختلف سلوک ایک طریقہ ہے جس کے ذریعہ خواتین میں یکجہتی اور مسابقت کی کمی کو فروغ دیا جاتا ہے۔

6 پدرانہ نظام ایک ڈائی کوٹومس (dichotomous) ذہنیت، درجہ وارنہ اور جنسی سوچ کی طرف لیجاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسکو فروغ دیتا ہے۔

7 پدرانہ نظام میں، جنسی کردار اور دقیانوسیت ہر سماجی طبقہ، زمانہ اور ثقافت میں مختلف ہوسکتے ہیں، جو کچھ میکانزم، ڈھانچے اور اداروں کے ذریعے بنتے ہیں جو قدرتی اور عالمگیر لگتے ہیں۔

8 کسی بھی پدرانہ نظام میں تمام مردوں کو یکساں مواقع اور طاقت نہیں حاصل ہوتے۔ درحقیقت، تاریخی طور پر خواتین کے اوپر مردوں کا غلبہ کچھ مردوں کے لئے سودمند تجربہ رہا، جو اپنے اس تسلط کو بڑھا کر مردوں کے دوسرے گروپوں پر حاوی ہوتے، یہ آج بھی تقریباً ہر ثقافت یا علاقے میں مردوں کے درمیان ایک درجہ بندی کو بتلاتا ہے۔

9 پدرانہ نظام کے مختلف ماڈل کے مطابق، خواتین کو مختلف صعوبت و مصیبت اور تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہیا نہیں کچھ عام ہیں اور کچھ خاص، جو ہر ثقافتی، مذہبی یا اقتصادی ماڈل میں انتخاب کئے گئے پدرانہ نظام کے مطابق ہوتے ہیں۔

پدرانہ نظام کی ساخت

Salvia Walby (1989) کے مطابق مندرجہ ذیل میں پدرانہ نظام کے چھ اہم ساخت ہیں۔

1 پدرانہ نظام کے طرز کی پیداوار

2 مزدوری میں پدرانہ نظام کے تعلقات/ اثرات

3 پدرانہ ملک

4 مرد کا تشدد

5 جنسیت میں پدرانہ تعلقات

6 پدرانہ تہذیب

1 پدرانہ نظام کے طرز کی پیداوار:

شادی کے بعد جب بھی عورت کچھ معاشیات کے لئے کوشش کرتی ہیا کماتی ہیشو ہر اسکو ہتھیا لیتے ہیں۔عورت کی ہر کمائی کا حقدار شوہر بن جاتا ہے۔عورت کا ہر کام شوہر سے اوراس کے فائدے سے جڑا ہوتا ہے چاہے وہ کھانا بنانا ہو، گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرنا یا پھر کچھ اور کام ہو۔گھریلو عورت پوری طرح سے شوہر کے لئے کام کرتی ہیاوراس کے عوض عورت کو کچھ نہیں دیا جاتا سوائے اس کی ضروریات پورے کرنے کے۔ جو بھی محنت و مشقت عورت کرتی ہے اس کا پورا فائدہ شوہر کو ملتا ہے اور بدلے میں عورت سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو عورت کا فرض ہے۔ بنیادی طور پر امور خانہ داری کا جس طرح بٹوارہ کیا جاتا ہے اسی سے عورت کے ساتھ امتیاز شروع ہوتا ہے۔بچپن سے ہی عورت کو گھر کے کام دئے جاتے ہیں اور لڑکوں سے کہا جاتا ہے کہ یہ کام لڑکوں کے نہیں ہیں لڑکیوں کے ہیں۔اس طرح امتیاز اور اخراجیت کی شروعات ہوتی ہے جو دھیرے دھیرے بڑھنے لگتی ہے۔اس عمل کا سماج پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ گھریلو کام صرف عورت پر جبراً لادے جاتے ہیں۔گھریلو ذرائع کی غیر مساوی تقسیم پر ہوئے مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی بہ نسبت ذرائعو کی فراہمی ہوتی ہے، جیسے گھریلو اشیاء یا آرام کا وقت وغیرہ، مثلاً پدرانہ نظام والے خاندانوں میں مرد کو آرام کرنے کا وقت عورتوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے اور اکثر مرد سے پہلے کھانا بھی کھانے کا رواج نہیں پایا جاتا۔

بہت سی عورتیں شادی کو اپنے مسائل کا حل سمجھتی ہیں۔اور عورتیں کبھی بھی گھر میں کام کی غیر مساوی تقسیم کو غلط یا ناانصافی نہیں تصور

کرتیں ہیں کہ یہ ان کا کردار ہے اور کمانے اور باہر جانے کا ذمہ مرد کا ہے عورتیں گھر کی چار دیواری میں خود کو بہت محفوظ سمجھتی ہیں اور گھریلو کاموں کو ہی اپنا فرض مانتی ہیں۔ یہ بھی پدرانہ نظام کے سخت خصوصیات ہیں جو صدیوں سے ہمارے سماج میں رچ بس چکے ہیں۔

2 مزدوری میں پدرانہ نظام کے اثرات:

معاشی سطح پر مزدوری سےتعلق پدرانہ نظام میں دوسری ساخت ہے۔ اور ان کے بنیادی خصوصیات یہ ہیں کہ عورتوں کو مزدوری سے خارج کیا گیا یا علحیدہ رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے عورتوں کے کام کی قدر کم ہوئی اور ان کو ان کے کام کی اجرت کم ملنے لگی اور یہی وجہ ہے کہ عورت کے کام کی قیمت اور قدر نہ تو گھر میں رہی نہ تو باہر۔ جس کام کی قیمت یا اجرت نہیں ہوتی اس کام کی اہمیت بھی نہیں ہوتی جس نے دھیرے دھیرے کام کے ساتھ ساتھ عورت قدر و منزلت کو بھی گھٹا دیا۔ مردوں سے عورتوں کی علحیدگی کے مختلف اشکال ہیں۔ چونکہ اجرت بالراست کام سے جڑی ہوئی ہے جس کی بنا پر عورت کو علحیدہ کیا جاتا ہے۔ عورتوں کے کام کو کم ہنر والا مانا جاتا ہے۔ جس کی بنا پر ان کو کم اجرت دی جاتی ہے۔ ہمیشہ فل ٹائم کام اور پارٹ ٹائم کام میں فرق کیا جاتا ہے بلکہ نیم وقتی کام کو کام یا نوکری کے سلسلے میں سب سے کم تر مانا جاتا ہے۔

3 پدرانہ ملک:

ملک بھی ایک پدرانہ نظام کی ساخت ہے۔ ملک یا حکومت میں بھی عورت کی پہنچ نہیں ہے۔ عورتوں کو ملک کے مواقع اور حقوق سے خارج کیا جاتا ہے۔ عورتوں کو ہمیشہ حکومت و ملک کی طاقت سے دور رکھا جاتا ہے۔ پدرانہ نظام والی حکومت و ملک عورتوں کو کبھی طاقت ور نہیں بناتے اور نہ ہی ان کو فیصلہ سازی کا حق دیتے ہیں۔

4 مرد کا تشدد:

مرد کا عورت پر تشدد مختلف طریقوں اور انفرادی وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے۔ کچھ مردوں میں تو یہ ان کی نفسیاتی بدحواسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کو سمجھنا بہت مشکل ہے کیونکہ مردوں کے انفرادی نفسیات کو سمجھ کر تشدد کے طریقے، اقسام اور وجوہات نہیں جان سکتے۔ مرد عورتوں پر تشدد کو ایک طاقت کی شکل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مردوں کے تشدد کی مختلف شکلیں ہیں جیسے جنسی استحصال، عصمت ریزی،

بیوی پر مار پیٹ، کام کی جگہ پر عورتوں سے حراسانی وغیرہ۔ اسی وجہ سے عورتوں کے سلوک میں بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ مردوں کے تشدد کو ملک اور سماج کبھی بھی غلط نہیں سمجھتا جب تک کہ وہ پیچیدہ حالات اور کسی غیر عورت کے ساتھ نہ پیش آئے۔ ورنہ پدرانہ نظام والے خاندانوں میں مرد کا عورتوں پر تشدد کو غلط نہیں سمجھا جاتا اور نہ روکا جاتا ہے۔ بلکہ انکا نجی معاملہ سمجھ کر کوئی دخل بھی نہیں دیتا۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ عزت بچانے کے لئے عورتیں برداشت کرتی ہیں اور کبھی شکایت نہیں کرتیں۔

مردوں کے رویئے کو دیکھ کر عورتیں اپنے طور طریقے اور سلوک کو بھی بدل دیتی ہیں۔ اور مردوں کے ظلم سے بے حد ڈر جاتی ہیں۔ گھریلو ماحول اور کام کرنے کی جگہوں پر عورت کے رہن سہن کو بہت ہی سلیقے سے بدلا جاتا ہے۔ اور عورتوں کو بدلنا ہوتا ہے۔ اور یہ تبدیلیاں قطعاً حیاتیاتی نہیں ہیں بلکہ سماجی اور تاریخی ہیں۔ چونکہ کسی بھی حال میں ملک مردوں کا عورتوں پر تشدد کے لئے کوئی بھی ٹھوس قدم نہیں اٹھاتا جب تک کہ پیچیدہ معاملہ نہ ہو اسی لئے خاندانوں اور گھروں میں ہونے والے عورتوں پر ظلم وتشدد کو جائز اور قانونی سمجھا جاتا ہے۔

5 جنسیت اور پدرانہ نظام:

جنسیت پدرانہ نظام کی اہم ساخت ہے اور ایک سماجی عمل ہے جو سماجی رشتوں کو بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ریڈیکل فیمنسٹ جنسیت کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ مرد جنسیت کی وجہ سے عورتوں پر قابو کرتے ہیں اور ان کو ایک شئے سمجھتے ہیں اور ان پر ہمیشہ غالب رہنے کی کوشش کرتیہیں۔ جنسیت کی بنا پر عورت کو عورت سمجھا جاتا ہے۔ اور مرد کو مرد سمجھا جاتا ہے۔ اور جنسیت سے ہی دو جنس مذکر اور مونث بنے۔ جنسیت ہی عورتوں کو کمزور اور حقیر بناتی ہے۔ جنسیت کی بنیاد پر عورت کو حقیر سمجھا جاتا ہے جبکہ جنس اور جنسیت دو مختلف تصورات ہیں۔

6 پدرانہ نظام کی تہذیب:

مختلف پدرانہ نظام کے عملیات سے پدرانہ تہذیب بنتی ہے۔ پدرانہ تہذیب ایک ایسا تصور ہے جو کافی گہرہ ہے۔ ہر دور میں پدرانہ تہذیب سماج پر حاوی رہی۔ مذہب نے بھی بہت اہم پدرانہ مباحثہ یا مقالے پیش کئے ہیں جس میں واضح طور پر عورتوں اور مردوں کے کردار اور رول کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور مرد و عورتوں کے اخلاق کو بھی مذہب نے پدرانہ تہذیب کے پس منظر میں پیش کیا ہے۔ جس میں عورتوں کے پاس زیادہ طاقت ہونے پر اس کو چڑیل یا غیر قدرتی طاقت سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کو جلانے یا ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور کوئی عورت غلط کاموں میں ملوث ہوتی ہے تو اس کو فوراً سماج سے خارج کیا جاتا ہے۔ تعلیمی نظام میں بھی کہیں نہ کہیں پدرانہ تہذیب جھلکتی ہے اور

اگر عورت کو تعلیم دی جاتی ہے تو اس کے باپ یا شوہر کی پسند کو ترجیح دی جاتی ہے۔ عورتوں کی بہ نسبت مردوں کو زیادہ تعریف ملتی ہے۔ مختلف شعبہ جیسے تعلیم اور مذہب عورت کو کچھ ہی عہدے یا کام دیے جاتے ہیں۔ کام کی نوعیت پر مرد اور عورت کو چنا جاتا ہے۔ اور کام پانے کے لئے عورت کو مرد سے زیادہ محنت کرنی ہوتی ہے۔

ہندوستان میں پدرانہ نظام

ہندوستان میں عورتوں کا مقام ہمیشہ سے مردوں سے کم رہا ہے۔ اور اس تصور کو مرد اور عورت دونوں مانتے ہیں۔ ویدوں کے زمانے سے پہلے کے کوئی بھی تحریری دستاویز موجود نہیں ہیں۔ جس سے اس دور میں عورتوں کے مقام کو سمجھا جا سکے۔ جب ویدوں کا دور شروع ہوا تو یہ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کا سنہرا دور شروع ہوا۔ لیکن ہندو پدرانہ سماج پوری طرح سے برہمنی تصورات پر مبنی تھا۔ عورت کا پاکیزہ ہونا ان کے مذہب کو خالص رکھتا تھا۔ جس کی خصوصیت یہ ہے کہ عورت کو ہمیشہ مردوں کے ماتحت رہنا ہے اور یہی سب سے اہم ذریعہ ہے جس سے عورت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ برہمنی سماج میں " پتی ورتا ") عورت جو اپنے شوہر سے وفادار ہو (ہونا ہی ہندو مذہب مانا جاتا ہے۔ اور عورت کا مذہب ہی پتی ورتا ہے اور یہی ہندو مذہب کا نظریہ ہے۔

کسی بھی نظام کی کامیابی میں اس کے نظریہ کے چھپے ہوئے عمل ہوتے ہیں۔ اور پدرانہ نظام میں عورتوں کی پاکیزگی کو دی جانے والی اہمیت دراصل عورتوں کی غلامی کا ذریعہ ہے۔ عورتوں کو کسی سازش کے تحت ایک غیر مساوی اور اخراجیت کا شکار بنایا جاتا ہے۔ ہندوستان کے ذات پات سماج میں "استری دھرما" اور " پتی ورتا دھرم " کے نظریہ کو ہتیار بنا کر عورتوں پر پردہ، زبردستی کی شادی اور غیر شعوری شادی وغیرہ کو جبراً لادا گیا ہے۔ ویدوں کے اولین دور میں عورتوں کے حالات بہتر تھے۔ اس دور میں عورتوں کو فیصلہ سازی کا موقعہ بھی دیا جاتا تھا۔ مگر دھیرے دھیرے حالات بدل گئے اور عورتوں کو ہر شعبہ سے خارج کیا جانے لگا۔ عورتوں کو حقیر سمجھا جانے لگا۔ عورتوں کو مذہبی رسومات اور سماجی سرگرمیوں سے خارج کیا جانے لگا اور مردوں کی ماتحتی اختیار کرنے کے لئے عورتوں کو مجبور کیا گیا۔ یہاں تک کہ مذہبی عقائد کو بھی اس طرح بنایا گیا کہ عورتیں خود ہی اپنے آپ کو علحیدہ کر لیں۔

منوسمرتی نے ہندوستان میں عورت کے مقام کو ماں اور بیوی کی شکل میں پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک بہترین بیوی کی کیا قدریں ہے۔

ہندو پدرانہ نظام کا ایک بنیادی نظریہ یہ ہے کہ "ایک اچھی بیوی وہ ہے جو کفایت شعار ہو، ہر کام کو مسکرا کر ادا کرے، ہمیشہ شوہر کی اطاعت کرے، اور اس کی موت کے بعد کنوارے پن کو اختیار کرے" عورتوں کے ساتھ شودرا جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ عورتوں کو مذہبی رسومات ادا کرنے کے بھی کچھ اصول ہیں کہ وہ گھر کی چار دیواری میں کریں اور کچھ رسومات میں تو شوہر کے بنا وہ ادا بھی نہیں کر سکتی۔

ہندوستان میں شادی کے بعد لڑکی اپنے شوہر کے گھر چلی جاتی ہے اس لئے لڑکی پر زیادہ سرمایا لگانا اور اسے پڑھانا صحیح نہیں مانا جاتا اور لڑکی کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ لڑکا شادی کے بعد بھی ماں باپ کے پاس رہتا ہے اور ان کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس لئے لڑکے کو اپنی شان سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اپنے ہی گھر سے لڑکی کو کم تر درجہ ملتا ہے۔ شادی کے بعد اسکا شوہر ہمیشہ اپنی ماتحتی میں اسکو رکھتا ہے اور یہاں بھی وہ دوسرے مقام پر ہی رہتی ہے اور اسی وجہ سے ہندوستان میں عورتوں میں خود اعتمادی کم پائی جاتی ہے اور عورت ہمیشہ خود کو محدود کر لیتی ہے۔
ہندوستان میں پدرانہ نظام کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں؛

- ہمیشہ لڑکے کی پیدائش کو ترجیح دی جاتی ہے۔ Economic Survey 2017 کے مطابق ہندوستانی جوڑے تب تک بچے پیدا کرنے کا عمل جاری رکھتے ہیں جب تک کہ ان کی خواہش کے لڑکے پیدا نہیں ہو جاتے جس کی وجہ سے اگر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں تو ان لڑکیوں کو زندگی بھر نہ چاہی اولاد کی طرح جھیلنا پڑتا ہے یا پھر پیٹ میں ہی ان کو مار دیا جاتا ہے۔
- آج بھی ہندوستان میں بیٹے کو بیٹی پر ایسی فوقیت دی جاتی ہے کہ ہمیشہ بیٹوں کو بیٹیوں کے مقابلے زیادہ تقویت والی غذا دی جاتی ہے۔ Basu and others (2018) نے اپنی تحقیق میں واضح طور پر بتایا ہے کہ بچپن (6-24) مہینہ سے ہی لڑکی اور لڑکے کی غذا میں فرق کیا جاتا ہے۔
- گھریلو کاموں میں بھی لڑکیوں کے حصہ زیادہ کام آتا ہے اور لڑکوں کو بس باہر کے کام کرنا ہے۔ گھریلو ذمہ داریوں سے آزاد رکھا جاتا ہے۔
- لڑکوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی جاتی ہے اور لڑکیوں کو تو بس ایسے ہی کچھ جماعتوں تک پڑھایا جاتا ہے۔ معطیات کے مطابق 63.5 فیصد لڑکیاں جیسے ہی ہائی اسکول جاتی ہیں ترک تعلیم کر دیتی ہیں۔ اور ماں باپ کو لڑکیوں کو پڑھانے میں دلچسپی بھی نہیں ہے۔ اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو والدین بیٹے کو خانگی اور انگریزی میڈیم اسکول میں داخل کرتے ہیں اور بیٹی کو سرکاری اسکول میں داخل کرواتے ہیں۔
-

لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلے دوسرے شہر جانے اور گھومنے کی آزادی نہیں دی جاتی، جیسے اگر لڑکی پڑھائی کے لئے دوسرے شہر جانا چاہتی ہے تو ہندوستان میں والدین اجازت نہیں دیتے۔

- ہندوستان میں گھریلو تشدد عام ہے گر نیلو مار پیٹ اور جھگڑے میں مرد کی جیت ہوتی ہے اور عورتوں سے معافی کی امید کی جاتی ہے۔ کبھی بھی عورت اپنے شوہر کے خلاف آواز نہیں اٹھاتی، اگر کوئی اٹھاتی ہے تو اس کو سماج اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔
- عورتوں کو اکثر کام کاج کی جگہوں پر ہر آسانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے عورتوں کو کافی دشواری ہوتی ہے اور ان کی ترقی کی رفتار بہت کم ہو جاتی ہے۔
- وراثت کے معاملے میں ہندوستان میں ہندو سماج عورتوں کو کچھ نہیں دیتے صرف بیٹوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں ایک تہائی حصہ ملتا ہے۔
- شادی کے موقع پر صرف لڑکوں سے ان کی پسند پوچھی جاتی ہے اور لڑکیوں کو والدین کی مرضی خوشی خوشی مان لینی پڑتی ہے۔
- عصر حاضر میں عورتوں کو پڑھایا بھی جا رہا ہے اور ملازمت بھی کروائی جا رہی ہے مگر اس میں بھی باپ یا شوہر ہی طئے کرتا ہے کہ کیا پڑھنا ہے اور کیا کام کرنا ہے۔

اختتامیہ

ان تمام مباحثوں سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اس دور جدیت میں بھی پدرانہ نظام نے خواتین کو کمزور، پچھڑا اور احساسِ کمتری کا شکار بنایا ہے۔ ہر شعبہ میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک جیسے غذا کی فراہمی، گھریلو کام کا بوجھ، تعلیم اور فیصلہ سازی وغیرہ۔ اور کام کی جگہ پر مردوں سے کم اجرت دی جاتی ہے۔ پدرانہ نظام کو مدنظر رکھتے ہوئے سماج میں عورتوں کو دبانے کے لئے مذہب کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ پدرانہ نظریہ نے ہی مذکر اور مونث بنائے اور ان کو مختلف کردار عطا کئے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ عورتوں کو اس پدرانہ نظام کی دہشت سے آزاد کروایا جائے۔ عورتوں اور مردوں دونوں میں مساوی کام اور مساوی آرام کی تقسیم ہو۔ اگر مرد کو بھی گھریلو کاموں میں شامل کر عورتوں کو باہر کی ذمہ داری دی جائیتو مرد اور عورت دونوں کو گھر اور باہر دونوں کاموں کا ہنر اور تجربہ ہوگا۔ اور ملک کی ترقی کی رفتار بڑھ جائے گی۔ عورتوں کو بیباکی، دلیری، بہادری اور ہنرمندی جیسے خصوصیات کو اپنانا چاہیئے تا کہ ان کو باہر کے کاموں میں بھی شامل کیا جا سکے۔

صرف ان سماجی تبدیلیوں سے پدرانہ نظام کا خاتمہ ممکن نہیں ہے بلکہ قوانین میں تبدیلیاں جیسے وراثت کا حق اور دولت کا بٹوارا وغیرہ کہ وہ عورتوں کی اہمیت بڑھا سکے۔ قانونی طور پر ہی عورتوں کی ذمہ داریوں کو مردوں کے ساتھ مساوی طور پر بانٹا جانا چاہیئے تا کہ یہ عمل لازمی ہو۔ ایک جمہوری ملک وہی ہوتا ہے جس میں تمام عوام کے ساتھ مساوی سلوک ہو۔ ہر ایک کی رائے کی مساوی اہمیت ہو۔ اور پدرانہ نظام کا خاتمہ ہی ایک صحیح جمہوری ملک کی تشکیل کر سکتا ہے۔